اعلیٰ حضرت مجدِدِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ

معروف بہ
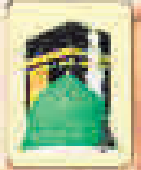
ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلْمَدِ یْنَۃُ الْعِلْمِیّۃ

سِنِ طَباعت: 12 جُمادَی الاُخرٰی 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net
E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتمادعلی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتـاوىٰ رضـويـه ج ٢٤ ص٣٧٩) یعنی اسباب ہی کی چھوڑ کر دینا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

کرلیتا اور معصیت (یعنی گناہ) میں نہ اٹھاتا، اتنی دیر تک کی زندگی پر تم لوگوں کو **اطمینان** ہوتا ہے وہاں ہر آن **موت** **پیشِ نظر** ہے اور ڈرتے ہیں کہ اُس وقت آجائے اور اس غیرِ خدا کا خطرہ (یعنی خیال) قلب میں ہو۔ جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دَسترَس (یعنی پہنچ باقی) رہتی۔ اب بتائیے سوا اِس کے اُن کے پاس کیا چارہ (یعنی راستہ) تھا کہ اُس (یعنی مال) سے فوراً فوراً اِس طرح ہاتھ خالی کرلیں کہ نفس کو یاس (یعنی مایوسی) ہوجائے اور اُس کے خیال سے باز آجائے۔ یہ صفائے قلب ودفعِ خطرۂ غیر (یعنی دل کی صفائی اور اس سے غیرِ خدا کا خیال نکالنے) کی **دولت**، کروڑوں اشرفیوں بلکہ تمام ہفت اقلیم (یعنی دُنیا) کی سلطنت سے کروڑوں دَرَجہ **اعلیٰ وافضل** ہے۔ کیا اگر سو اشرفیاں خرچ کرکے **سلطنت** ملی، کوئی اسے تضیعِ مال (یعنی مال کا ضائع کرنا) کہہ سکتا ہے؟ بلکہ بڑی دولت کا بہت **اَرزاں** (یعنی سستا) حاصل کرنا، یہی یہاں ہے۔

وحدتُ الوُجُود کے معنی

عرض : وحدتُ الوجود کے کیا معنی ہیں؟

ارشاد : وجودِ ہستی بالذات، واجب تعالیٰ کے لئے ہے، اُس کے سوا جتنی موجودات ہیں اُسی کی ظل پرتَو (یعنی عکس) ہیں تو حقیقتاً وجود ایک ہی ٹھہرا۔

عرض : اِس کا سمجھنا تو کچھ دُشوار نہیں پھر یہ مسئلہ اِس قدر کیوں **مشکل** مشہور ہے؟

ارشاد : اس میں غور وتَـأَمُّل یا **موجبِ حیرت** (یعنی حیران کن) ہے یا باعثِ **ضلالت** (یعنی گمراہی کا سبب)۔ اگر اس کی تھوڑی بھی **تفصیل** کروں تو کچھ سمجھ میں نہ آئے گا بلکہ اوہامِ کثیرہ (یعنی کثیر وہم) پیدا ہوجائیں گے۔

(اس کے بعد کچھ مثالیں بیان فرمائیں، ان میں سے ایک یاد رہی) مثلاً روشنی بالذات (یعنی بلا واسطہ) آفتاب وچراغ میں ہے، زمین ومکاں اپنی ذات میں بےنور ہیں مگر بالعرض (یعنی بالواسطہ) آفتاب (یعنی سورج) کی وجہ سے تمام دنیا منوَّر اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے۔ اِن (یعنی زمین ومکاں) کی روشنی اُنہیں (یعنی آفتاب وچراغ) کی روشنی ہے۔ اُن (یعنی آفتاب وچراغ) کی روشنی اِن (یعنی زمین ومکاں) سے اٹھالی جائے تو وہ ابھی تاریکِ محض رہ جائیں۔

ہر جاہ تُو ہی تُو

عرض : یہ کیوں کر ہوتا ہے کہ ہر جگہ صاحبِ مرتبہ کو **اللہ** ہی **اللہ** نظر آتا ہے؟

ارشاد : اِس کی مثال یوں سمجھئے کہ جو شخص آئینہ خانہ میں جائے وہ ہر طرف اپنے آپ ہی کو دیکھے گا، اس لئے کہ یہی **اصل** ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کے **ظِل** (یعنی عکس) ہیں مگر یہ صورتیں اُس کی صفاتِ ذات کے ساتھ متصف (یعنی موصوف) نہ ہوں گی مثلاً سننے والی دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی۔ اِس لئے کہ یہ صورتیں صرف اُس کی سطحِ ظاہری (یعنی جسم کے ظاہری حصے) کی ظل (یعنی عکوس) ہیں، ذات کی نہیں اور سمع وبصر (یعنی سُننا اور دیکھنا) ذات کی صفتیں ہیں سطحِ ظاہر کی نہیں لہٰذا جو اثر ذات کا ہے وہ ان ظِلال (یعنی عکوس) میں پیدا نہ ہوگا بخلاف حضرتِ انسان کہ یہ ظلِ ذاتِ باری تعالیٰ ہے لہٰذا اظلالِ صفات سے بھی حسبِ استعداد (یعنی بقدرِ صلاحیت) بہرہ وَر (یعنی فیضیاب) ہے۔

دیدارِ الٰہی کس طرح ہو گا؟

مؤلف : حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیوں کر دیکھتے ہیں، اگر ان ظلال وعکوس کو کہا جاوے تو یہ ''اِتحاد'' ہے ''وحدت'' نہیں اور ''اتحاد'' کُھلا اِلحاد و زندقہ (یعنی کفر و بے دینی) ہے اور اگر یہ ظلال وعکوس کو نہیں دیکھتے بلکہ انہیں عدمِ محض میں سُلاتے ہیں ایک **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) کا جلوہ نظر آتا ہے۔ تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں یہ بھی معدوم ہوئے تو نہ ناظر (یعنی دیکھنے والا) رہا نہ نظر، پھر یہ کہ **اللّٰہ** تعالیٰ کو دیکھنے کے کیا معنٰی؟ وہ اِس سے پاک ہے کہ کسی کی نظر اُسے احاطہ کرے وہ سب کو محیط ہے نہ کہ محاط (یعنی وہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے مگر کوئی اس کا احاطہ نہیں کرسکتا) یہ میرا ایمان ہے کہ قیامت میں اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ دیدارِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) سے ہم مسلمان فیضیاب ہوں گے، مگر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ رؤیت (یعنی دیکھنا) کیونکر ممکن ہے جبکہ اِحاطہ ناممکن۔ اگر یہ کہا جائے کہ منظور (یعنی جسے دیکھا جائے) کو نظر کا محیط ہو جانا کچھ ضرور نہیں مثلاً فلک (یعنی آسمان) ہے کہ اُس کا ایک حصہ انسان کی نظر میں سما سکتا ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے تو یہ تقریر وہاں جاری نہیں کہ وہ تَجَزِّی (یعنی تقسیم) سے پاک ہے۔ میں اپنا مَا فِی الضَّمِیر (یعنی دل کی بات) اچھی طرح پر ظاہر نہ کرسکا مگر یہ جانتا ہوں کہ حضور میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میرا مطلب خیال فرمالیں گے۔

ارشاد : ظلال وعکوس مرأتِ ملاحظہ ہیں، مرأت کا مَرْئی (یعنی نظر آنے والی چیز) سے متحد ہونا کیا ضرور! علم بالوجہ میں وجہ مرأت ملاحظہ ہوتی ہے، حالانکہ ذُوالوجہ سے متحد نہیں بلا شبہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے؟ نہیں بلکہ شعاعِ بصری آئینہ پر پڑ کر واپس آتی ہے اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھتی ہے۔ لہٰذا دَہنی جانب بائیں اور بائیں